OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴿ International Journal of Islamic Thought ﴾
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 1, Jan -June 2025 PP: 84-92

منتخب شروحات اربعین النووی (دسویں تا بارہویں صدی ہجری) کا اختصاصی مطالعہ

A Specialized Study of the Selected Commentaries on al-Arba'in al-Nawawiyyah (10th to 12th Centuries AH)

Published: 25-06-2025
Accepted: 15-06-2025
Received: 20-05-2025

Dr. Attaullah
Associate Professor, Department of Islamic and Religious Studies, The University of Haripur
Email: attaullahumarzai@gmail.com

Dr. Tasnifullah Khan
Dy. Provost / Dy. Director Sports / Lecturer, The University of Haripur
Email: tasnifullahkhan11@gmail.com

Dr. Usma Anser
Office Assistant, Department of History & Politics, The University of Haripur
Email: asmaansar99@gmail.com

Abstract

Al-Arbaʿīn al-Nawawiyyah, compiled by Imām Yaḥyā ibn Sharaf al-Nawawī (d. 676 AH), is one of the most widely studied collections of Prophetic traditions in Islamic scholarship. Although the work contains forty-two hadiths. Due to its concise nature and comprehensive subject matter, the collection has attracted numerous commentaries (shurūḥ) by Muslim scholars throughout history. This research focuses specifically on the commentaries of al-Arbaʿīn al Nawawiyyah produced between the tenth and twelfth centuries AH. This period represents an important phase in the development of Islamic intellectual and scholarly traditions. Scholars of this era engaged extensively with the Qur'an, Hadith, jurisprudence, theology, Arabic language, spirituality, and principles of Islamic law. Their commentaries on al-Arbaʿīn therefore provide valuable evidence of how Prophetic traditions were interpreted, explained, and applied within the scholarly context of their time. At this stage, the challenge was not merely to produce new knowledge, but rather to select, organize, discuss, and transform earlier material into forms that could be effectively utilized for teaching. The institutional tradition of the Islamic legal schools (madhāhib) had become well established, while the language of Sufism and ethics had become an integral part of scholarly life. Moreover, commentaries on Hadith literature expanded the system of cross-referencing and intertextual scholarship among various classical texts.

Keywords: *al-Arbaʿīn al Nawawiyyah , commentaries, concise nature , institutional tradition.*

CC BY

تمہید

دسویں سے بارہویں صدی ہجری میں شرحی روایت ایسے ماحول میں آگے بڑھتی ہے جہاں سابق صدیوں کا بہت بڑا علمی ذخیرہ دستیاب ہو چکا تھا۔ اس مرحلے کا مسئلہ صرف نئی معلومات پیدا کرنا نہیں بلکہ متقدم مواد کو منتخب، مرتب، مناقش اور تدریسی طور پر قابلِ استعمال بنانا تھا۔ فقہی مذاہب کی مدرسی روایت مضبوط تھی، تصوف واخلاق کی زبان علمی زندگی کا حصہ تھی، اور حدیثی کتب کی شروح نے بین المتون حوالہ جاتی نظام کو وسعت دی۔

اس دور کے تین منتخب شارحین ابن حجر ہیتمی، ملا علی قاری اور عبدالرؤوف مناوی مختلف فقہی و فکری پس منظر رکھتے ہیں، مگر تینوں میں مشترک وصف یہ ہے کہ ان کی شروح میں نقل کی مقدار بڑھتی ہے، مصنفین کے اقوال کا حوالہ زیادہ نمایاں ہوتا ہے، اور ایک حدیث کے تحت فقہ، زبان، سلوک اور روایت کے کئی مباحث جمع کیے جاتے ہیں۔[1]

اس دور کی شرح نویسی میں جمع وترتیب کے ساتھ تنقیدی ترجیح بھی ملتی ہے۔ سابق شرح کا نقل ہونا لازماً تقلید نہیں؛ اصل سوال یہ ہے کہ نقل کو کس سیاق میں رکھا گیا، کہاں اختصار کیا گیا، کہاں اعتراض یا توجیہ شامل ہوئی، اور کس علمی مقصد کے لیے مختلف اقوال کو ایک جگہ جمع کیا گیا۔ ابن حجر ہیتمی شافعی فقہ وسلوک کے ساتھ جامع توضیح دیتے ہیں، ملا علی قاری حنفی تناظر میں کثرتِ مصادر اور نقد کو استعمال کرتے ہیں، اور مناوی رواۃ، لغت، حدیثی نقد اور اخلاقی مفہوم کو جوڑتے ہیں۔[2]

(دسویں تا بارہویں صدی ہجری) کی منتخب شروحات کے انتخاب کا معیار

ان تین شروح کے انتخاب سے فقہی تنوع، شرحی حجم اور منہجی زاویہ تینوں حاصل ہوتے ہیں۔ ابن حجر ہیتمی کی کتاب شافعی علمی روایت کی مؤثر نمائندگی ہے؛ ملا علی قاری کی "المبین المعین" حنفی محدثانہ ذہن اور وسیع بین المتون گفتگو کا نمونہ؛ جبکہ مناوی کی شرح حدیثی ولغوی تحقیق کے ساتھ اخلاقی وصوفیانہ تعبیر کو جمع کرتی ہے۔ تقابل میں یہی تنوع اس دور کی داخلی کثرت کو واضح کرتا ہے۔[3]

ذیل میں ان مذکورہ تین شروحات کا اختصاصی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

شرح ابن حجر ہیتمی کی الفتح المبین بشرح الأربعین

شارح کا علمی تعارف

شہاب الدین احمد بن محمد بن علی ابن حجر ہیتمی (وفات ٩٧٤ھ) شافعی فقہ کے جلیل القدر فقیہ اور متعدد علوم کے مصنف تھے۔ ان کی علمی شخصیت میں فقہی اعتماد، حدیثی استشہاد، وعظ و سلوک اور فتاویٰ کی عملی دنیا باہم ملتی ہے۔ اربعین کی شرح اسی جامع مدرساتی مزاج کی نمائندگی کرتی ہے۔

شرح کا تعارف اور وجہِ تصنیف

"الفتح المبین بشرح الأربعین" دار المنہاج، جدہ سے محقق ومعتنیٰ بہ نسخے میں شائع ہوئی۔ شرح کا حجم اس بات کی علامت ہے کہ مصنف نے متن کو صرف لفظی تشریح تک محدود نہیں رکھا بلکہ راوی، احکام، فوائد اور اخلاقی دلالت کو بھی شامل کیا۔

تصنیفی پس منظر اور مقصد

مصنف کے مقدمے میں اربعین کی تعلیم و تفہیم کی اہمیت اور ایسی شرح کی خواہش ظاہر ہوتی ہے جو رواۃ کی پہچان اور احکام کی توضیح کرے۔ مختصر عربی تعبیر «شرحاً یعرف رواتہا، ویبین احکامہا» اس تصنیفی مقصد کا براہِ راست ثبوت ہے۔[4]

منہج شرح

منہج حدیث کے متن سے شروع ہو کر لفظی توضیح، فقہی حکم، متعلقہ آثار و اقوال اور اخلاقی فائدے تک بڑھتا ہے۔ یہ ترتیب مکمل طور پر یکساں خانوں میں نہیں، مگر ہر مقام پر متن کو متعدد علوم سے جوڑنے کا رجحان واضح ہے۔[5]

ابن حجر ہیتمی کے منہج میں متوسط دور کی ایک نمایاں تبدیلی یہ ہے کہ سابق علمی ذخیرہ براہِ راست نئی شرح کی تعمیر کا حصہ بن جاتا ہے۔ راوی، حکم، اخلاق اور فقہی توضیح کو ایک ہی جگہ جمع کرنے سے شرح "اصل متن کی تشریح" سے بڑھ کر "مدون روایت کی تنظیم" بن جاتی ہے۔ اس تنظیم میں شافعی فقہ سمت فراہم کرتی ہے، مگر مواد کی کثرت اسے صرف مذہبی مختصر متن نہیں رہنے دیتی۔

مصادر و مراجع اور قرآن سے استفادہ

آیاتِ قرآنیہ کو حدیث کے اخلاقی اور فقہی مفہوم کی بنیاد یا تائید کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ شافعی اصولی ماحول کی وجہ سے نصوص کے عموم، دلالت اور حکم کے ربط پر توجہ ملتی ہے، مگر مستقل تفسیری استطراد نسبتاً محدود ہے۔[6]

احادیث و آثار اور طریقۂ استدلال

احادیث و آثار کے ذریعے ایک حدیث کو وسیع سنتی سیاق میں رکھا جاتا ہے۔ روایت کا ذکر صرف تزئین نہیں بلکہ معنی، حکم یا فضیلت کے استدلالی تسلسل کا حصہ بنتا ہے۔[7]

لغوی اور نحوی مباحث

لغت، ضبط اور نحوی توضیح ان مقامات پر آتی ہے جہاں لفظ کے مختلف فہم سے حکم یا معنی متاثر ہو سکتا ہو۔ زبان کو فقہ اور تربیت سے جدا علم کے طور پر نہیں بلکہ دونوں کی خادمہ کے طور پر برتا گیا ہے۔[8]

فقہی رجحانات اور ترجیحات

فقہی رجحان واضح طور پر شافعی ہے۔ تاہم کتاب کی علمی قدر اس وقت زیادہ واضح ہوتی ہے جب مذہبی موقف کے ساتھ دلیل، قاعدہ اور دوسرے اقوال کی نسبت بھی دیکھی جائے۔ اس سے شرح ایک مدرساتی شافعی متن ہونے کے ساتھ بین المذاہب علمی گفتگو کا حصہ بنتی ہے۔[9]

فقہی ترجیحات میں ابن حجر کا شافعی پس منظر واضح ہے، مگر ان کی شرح کی علمی قدر اس بات میں ہے کہ فقہی حکم کو اخلاقی و سلوکی نتیجے سے الگ نہیں کیا جاتا۔ اس امتزاج سے مذہبی فقہ ایک تربیتی نظام کی صورت اختیار کرتی ہے۔ تقابلی طور پر یہ قاری کے مناظرانہ حنفی اسلوب سے کم جدلی اور مناوی کے بین العلوم اسلوب سے زیادہ فقہی مرکزیت رکھتی ہے۔

اعتقادی، اخلاقی اور تربیتی مباحث

اعتقادی، اصولی اور اخلاقی موضوعات ایک دوسرے سے الگ خانوں میں نہیں؛ ایمان، نیت، اتباع، ورع اور آداب کے مباحث فقہی توضیح کے ساتھ جڑے رہتے ہیں۔ مصنف کے سلوکی رجحان سے اخلاقی تہذیب کا رنگ بھی ابھرتا ہے۔[10]

اسلوبِ تحریر

اسلوب مفصل مگر عموماً تدریسی ہے۔ عبارت میں متقدم علمی اصطلاحات اور مذہبی حوالہ جات کی کثرت اسے اعلیٰ سطح کے طالب علم کے لیے زیادہ موزوں بناتی ہے۔

امتیازی خصوصیات

شرح کی امتیازی خصوصیات میں فقہی اعتماد، جامع مواد، اخلاقی و سلوکی جہت، رواۃ کے تعارف کی خواہش اور سابق علمی ذخیرے کی تنظیم شامل ہیں۔

سابقہ شروحات سے استفادہ اور علمی ملاحظات

تنقیدی طور پر بعض مقامات پر فقہی یا سلوکی مواد حدیث کے اصل مختصر سیاق سے زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ متاخر فقہی اصطلاح کو نبوی متن پر منطبق کرتے وقت تاریخی فرق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

سابق مواد کی کثرت ابن حجر کے لیے علمی سرمایہ بھی ہے اور تحقیقی چیلنج بھی۔ جہاں وہ متقدم اقوال کو نئے فقہی و تربیتی سیاق میں منظّم کرتے ہیں وہاں واضح اضافی قدر پیدا ہوتی ہے؛ لیکن جہاں نقل طویل ہو، وہاں اصل حدیث کی صوت دب سکتی ہے۔ اس لیے اس شرح کی تنقید "نقل زیادہ ہے" کہنے سے نہیں بلکہ یہ دیکھنے سے ہونی چاہیے کہ نقل کس علمی مقصد کے لیے استعمال ہوئی۔

بعد کے علماء اور شراح پر اثرات

شرح کی بعد کی قبولیت کا ایک ثبوت یہ ہے کہ اس پر حواشی و تعلیقات لکھی گئیں اور بعد کے شارحین نے اسے ماخذ بنایا۔ الجردانی نے اپنے خلاصۂ مصادر میں ابن حجر ہیتمی کی شرح کو نمایاں بنیادوں میں شمار کیا۔

شرح: ملا علی قاری کی المبین المعین لفہم الأربعین

شارح کا علمی تعارف

نور الدین علی بن سلطان محمد القاری الہروی المکی الحنفی (وفات ١٠١٤ھ) حدیث، فقہ، قراءت اور عقیدہ سمیت متعدد علوم میں صاحبِ تصنیف عالم تھے۔ مکہ میں ان کی علمی زندگی نے حنفی روایت کو حرمین کی کثیر المذاہب فضا سے جوڑا۔ ان کی شروح میں نقل کی وسعت کے ساتھ تنقیدی تعقب بھی ملتا ہے۔11

شرح کا تعارف اور وجہِ تصنیف

"المبین المعین لفہم الأربعین النوویۃ" کا جدید تحقیقی نسخہ سلیمان بن عبد اللہ ابا الخیل کی تحقیق و مطالعہ سے دار العاصمۃ، ریاض سے دو جلدوں میں شائع ہوا؛ بعد میں حمزۃ البکری کی تحقیق سے دار اللباب نے بھی اسے شائع کیا۔ اس کی ضخامت بتاتی ہے کہ یہ مختصر تعلیق نہیں بلکہ مستقل مفصل شرح ہے۔12

تصنیفی پس منظر اور مقصد

تصنیفی محرک اربعین کے جامع معانی کو توضیح، جمع اور تطبیق کے ساتھ پیش کرنا ہے۔ کتاب کی ہیئت سے واضح ہے کہ قاری محض متن کا ترجمہ نہیں کرتے بلکہ سابق اقوال کو سامنے لا کر فہم کے ممکنہ راستوں کا موازنہ کرتے ہیں۔13

منہج شرح

منہج کی بنیاد نقل، جمع، لغوی توضیح، حدیثی شواہد اور فقہی مناقشہ ہے۔ قاری سابق شراح سے استفادہ کرتے ہیں مگر کئی مقامات پر قبول، رد، توجیہ یا ترجیح کی زبان اختیار کرتے ہیں۔ اسی لیے ان کا "استفادہ" غیر فعال اختصار نہیں بلکہ منتخب مکالمہ ہے۔14

ملا علی قاری کے منہج میں جمع کے ساتھ "جواب دہی" بھی شامل ہے۔ وہ سابق قول نقل کر کے رک نہیں جاتے بلکہ اس کی توجیہ، تردید یا ترجیح کرتے ہیں؛ یوں شرح بین الشروح مکالمے کی صورت اختیار کرتی ہے۔ یہ وصف متوسطین کے علمی ماحول میں اس مرحلے کی علامت ہے جہاں پچھلی شرحیں خود نئے شارح کے لیے قابلِ نقد مصادر بن چکی تھیں۔

مصادر و مراجع اور قرآن سے استفادہ

قرآنی آیات حدیث کے مفہوم کی تفسیر، عقیدے کی تائید اور فقہی استدلال میں آتی ہیں۔ قاری آیت و حدیث کے لفظی یا معنوی ربط کو سامنے لا کر بین النصوص فہم پیدا کرتے ہیں۔

احادیث و آثار اور طریقۂ استدلال

احادیث کی کثرت ان کی وسیع حدیثی حافظے اور شرحی ذخیرے کی علامت ہے۔ وہ متعدد مرویات، شواہد اور معروف شروح سے مواد جمع کرتے ہیں؛ تاہم ہر نقل کا درجہ ایک سا نہیں، اس لیے محقق کو تخریج اور حکمِ حدیث کے مقامات الگ سے جانچنے چاہئیں۔

لغوی اور نحوی مباحث

لغوی، نحوی اور ضبطی توضیحات کثرت سے ملتی ہیں، خاص طور پر ایسے الفاظ میں جہاں قراءت، اعراب یا اشتقاق سے معنی بدل سکتا ہے۔ اس سطح پر شرح زبان کو فقہی دلالت کی بنیاد بناتی ہے۔

فقہی رجحانات اور ترجیحات

حنفی فقہی پس منظر واضح ہے، مگر قاری دوسرے مذاہب کے اقوال سے بھی بحث کرتے ہیں۔ ان کا ترجیحی اسلوب بعض جگہ دفاعی حنفی رنگ اختیار کرتا ہے اور بعض جگہ حدیثی دلیل کی بنا پر وسیع تر موقف سامنے لاتا ہے۔ یہ دوہرا پن ان کی شرح کو مسلکی شناخت اور حدیثی تنقید کے باہمی تعلق کا اہم نمونہ بناتا ہے۔ 15

قاری کی حنفی وابستگی کو صرف دفاعی تعصب کے عنوان سے پڑھنا درست نہیں، کیونکہ ان کی بحث میں حدیثی شواہد اور دوسرے مذاہب کی آرا بھی فعال کردار ادا کرتی ہیں۔ البتہ بعض مقامات پر ترجیحی زبان واضح مذہبی دفاع اختیار کرتی ہے۔ اسی دوہرے رجحان—حدیثی توسع اور حنفی ترجیح—سے ان کی شرح کا منفرد فقہی مزاج بنتا ہے۔

اعتقادی، اخلاقی اور تربیتی مباحث

اعتقادی مباحث میں ان کی دوسری تصانیف کی طرح اصطلاحی وضاحت اور بعض مخالف آرا پر نقد کا رجحان ملتا ہے۔ اخلاق و سلوک کے باب میں تصوف سے واقفیت موجود ہے، لیکن غیر منضبط دعووں یا غلو پر تنقیدی رویہ بھی ان کی علمی شخصیت کا حصہ ہے۔ 16

اسلوبِ تحریر

اسلوب مفصل، حوالہ جاتی اور مناظرانہ مقامات میں تیز ہے۔ کبھی عبارت کثرتِ نقول کی وجہ سے پیچیدہ ہوتی ہے، مگر علمی قاری کے لیے یہی وسعت سابق روایت کے نقشے کو سامنے لاتی ہے۔ 17

امتیازی خصوصیات

امتیازات میں حنفی-حدیثی امتزاج، وسیع مصادر، لغوی دقت، سابق شروح سے کثیر استفادہ اور تنقیدی تعقب شامل

ہیں۔18

سابقہ شروحات سے استفادہ اور علمی ملاحظات

علمی ملاحظہ یہ ہے کہ حجم اور نقول کی کثرت بنیادی استدلالی خط کو بھاری بنا سکتی ہے۔ نیز فقہی یا اعتقادی مناقشے میں مصنف کا مخصوص علمی پس منظر بعض ترجیحات کو زیادہ نمایاں کرتا ہے؛ اس لیے تقابلی مطالعہ ضروری ہے۔19

قاری کے وسیع حوالہ جاتی ذخیرے کا فائدہ یہ ہے کہ قاری کو متعدد شرحی روایتیں ایک مقام پر مل جاتی ہیں، مگر یہی کثرت کبھی اصل استدلال کے درجے مساوی دکھا سکتی ہے۔ تحقیقی استعمال میں ہر نقل کی اصل، درجہ اور سیاق الگ جانچنا ضروری ہے۔ اس تنقیدی شرط کے ساتھ "المبین المعین" متوسط علمی روایت کی بازیافت کے لیے نہایت اہم ماخذ بنتی ہے۔

بعد کے علماء اور شراح پر اثرات

بعد کے اہل علم نے قاری کی شروح کو وسیع حدیثی ذخیرے کی وجہ سے کثرت سے استعمال کیا۔ "المبین المعین" کی جدید تحقیق اور متعدد طباعتیں اس کے علمی استعمال کے استمرار کو ظاہر کرتی ہیں۔20

شرح: عبدالرؤوف مناوی کی شرح الأربعین النوویۃ

شارح کا علمی تعارف

زین الدین عبدالرؤوف مناوی (وفات ۱۰۳۱ھ) مصری شافعی عالم، محدث اور کثیر التصانیف مصنف تھے۔ ان کی علمی شناخت حدیثی شروح، تراجم، اخلاق و سلوک اور لغوی توضیح کے امتزاج سے بنتی ہے۔ اربعین کی شرح ان کے اس جامع مزاج کا نسبتاً مرکوز اظہار ہے۔

شرح کا تعارف اور وجہ تصنیف

شرح کا مکمل محقق نسخہ عبدالعاطی محیی احمد الشرقاوی اور وائل محمد بکر زہران الشنشوری کی تحقیق سے دار الضیاء، الکویت اور علم بإحیاء التراث، مصر سے شائع ہوا۔ اس سے قبل اس کے اجزا پر جامعات میں تحقیقی کام ہوا، جس نے نسبت، نسخوں اور منہج کی تعیین میں مدد دی۔

تصنیفی پس منظر اور مقصد

تصنیفی پس منظر میں اربعین کے تعلیمی مقام کے ساتھ مناوی کی عمومی شرحی روایت اہم ہے۔ وہ مختصر حدیثی متن کو راوی، لغت، تخریج، حکم اور اخلاقی معنی کے ساتھ جوڑنے کے عادی ہیں؛ یہی سانچہ یہاں بھی کارفرما ہے۔

منہج شرح

تحقیقی مطالعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مناوی رواۃ کے تعارف، الفاظ کی ضبط و شرح، حدیثی طرق، فقہی فوائد اور مصادر کے ذکر پر باقاعدہ توجہ دیتے ہیں۔ منہج کی خاصیت یہ ہے کہ حدیث کی شخصیت، زبان اور معنی تینوں کو ایک ہی شرحی اکائی میں رکھا جاتا ہے۔

مناوی کے منہج میں راوی، لفظ، سند، فقہی دلالت اور اخلاقی معنی کو الگ علوم سمجھ کر چھوڑا نہیں جاتا؛ وہ انہیں ایک شرحی اکائی میں لاتے ہیں۔ یہ جامعیت متوسطین کی علمی ترکیب کا ایک دوسرا نمونہ ہے: ابن حجر کے مقابلے میں فقہی مرکزیت کم اور قاری کے مقابلے میں جدلی مناقشہ کم، مگر لغت، تراجم اور حدیثی شناخت کی سطح نسبتاً زیادہ نمایاں ہے۔

مصادر و مراجع اور قرآن سے استفادہ

قرآن سے استدلال حدیثی معنی کی تائید اور اخلاقی/اعتقادی مفہوم کی توسیع کے لیے آتا ہے۔ آیات کا استعمال عموماً موضوعی مناسبت سے ہوتا ہے، جس سے شرح کا وعظی پہلو دلیل کے ساتھ مربوط رہتا ہے۔

احادیث و آثار اور طریقۂ استدلال

احادیث و آثار کے استعمال میں مناوی کی محدثانہ تربیت نمایاں ہے۔ وہ روایت کے مصادر، راوی اور درجہ سے متعلق اشارات دیتے ہیں، اگرچہ تمام مقامات پر نقد کی یکساں تفصیل نہیں۔

لغوی اور نحوی مباحث

لغت اور ضبط مناوی کے نمایاں میدان ہیں۔ راوی کے نام، لفظ کی حرکت، اشتقاق اور معنی کی تعیین کے ذریعے وہ شرح کو لغوی و متنی نہیں بلکہ دلالتی دقت دیتے ہیں؛ یعنی زبان کا ہر نکتہ معنی کی صحیح تحدید کے لیے آتا ہے۔

فقہی رجحانات اور ترجیحات

فقہی طور پر شافعی وابستگی محسوس ہوتی ہے، مگر شرح صرف مذہبی فروع کا مجموعہ نہیں۔ حدیث کے عموم، اخلاقی مقصد اور دوسرے اہل علم کے اقوال سے بھی استدلال ہوتا ہے۔

مناوی کی شافعی وابستگی شرح میں موجود ہے، مگر فقہی مسئلہ اکثر لغوی، حدیثی اور اخلاقی مواد کے ساتھ جڑا ہوا آتا ہے۔ اس سے فقہ واحد غالب سطح نہیں رہتی بلکہ متن کی متعدد دلالات میں سے ایک بنتی ہے۔ یہی پہلو انہیں ابن حجر کی زیادہ فقہی تنظیم اور قاری کی زیادہ مناظرانہ ترجیح سے ممتاز کرتا ہے۔

اعتقادی، اخلاقی اور تربیتی مباحث

اعتقادی، اخلاقی اور صوفیانہ مباحث مناوی کے ہاں نسبتاً نمایاں ہیں۔ تاہم علمی مطالعے میں ان پہلوؤں کو "مناوی کے پورے فکری نظام" کا واحد نمائندہ سمجھنے کے بجائے ہر حدیث کے سیاق میں جانچنا زیادہ درست ہے۔

اسلوبِ تحریر

اسلوب جامع، علمی اور بسا اوقات اصطلاحی ہے۔ راوی اور لفظ سے شروع ہو کر معنوی فوائد تک پہنچنے کی وجہ سے قاری کو شرح کی سطحوں کا احساس رہتا ہے۔

امتیازی خصوصیات

امتیازات میں تراجمِ رواۃ، ضبط و لغت، حدیثی تنقید کے اشارات، اخلاقی دلالت اور وسیع تصنیفی تجربہ شامل ہیں۔

سابقہ شروحات سے استفادہ اور علمی ملاحظات

علمی ملاحظہ یہ ہے کہ متنوع علوم کا اجتماع بعض مقامات پر شرح کو غیر یکساں بنا سکتا ہے: کہیں حدیثی نقد غالب ہے، کہیں اخلاقی تعبیر۔ یہی وجہ ہے کہ منہج کو ایک لفظ میں محدود کرنا مناسب نہیں۔

مناوی کے بین العلوم منہج کی حد عدمِ یکسانیت ہے: کسی حدیث میں راوی و لغت نمایاں ہو سکتے ہیں اور کسی میں اخلاق یا فقہی فائدہ۔ اس تفاوت کو خامی کہنے سے پہلے شرح کے جامع مقصد کو ملحوظ رکھنا چاہیے؛ تاہم تحقیقی تقابل کے لیے ہر حدیث کے تحت ایک ہی مقدار کے مواد کی توقع رکھنا درست نہیں۔

بعد کے علماء اور شراح پر اثرات

مناوی کی اربعین شرح نسبتاً دیر سے مکمل تحقیقی صورت میں وسیع قارئین تک پہنچی، مگر ان کے حدیثی مقام اور دیگر شروح کی شہرت نے اس متن کے مطالعے کو اہم بنادیا ہے۔ قدیم فہارس میں بھی ان کی شرح کا ذکر ملتا ہے۔

خلاصہ :

مجموعی طور پر "الفتح المبین" اس منہج کی نمائندگی کرتی ہے جس میں متقدم روایت کو شافعی فقہ، اخلاق اور تدریسی ترتیب کے ساتھ دوبارہ منظّم کیا گیا۔ یہ محض نقل نہیں بلکہ علمی ذخیرے کی مدرساتی تشکیلِ نو ہے۔اس کے علاوہ جہاں شرح نویسی نے حدیث، فقہ، اخلاق اور سابق علمی ذخیرے کو ایک مدرساتی وحدت میں جمع کیا۔ اس کا امتیاز نئی روایت ایجاد کرنا نہیں بلکہ پہلے سے موجود روایت کو ایسی ترتیب دینا ہے جو شافعی علمی ماحول میں تدریس، فتویٰ اور تزکیہ تینوں کے لیے قابلِ استعمال ہو۔ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کے مطالعے سے واضح ہوا کہ متوسط شرح نویسی میں فقہی تنظیم اور تربیتی مقصد نے سابق ذخیرے کو نئی مدرساتی صورت دی تنقیدی نتیجے کے طور پر ابن حجر ہیتمی کی قوت فقہ اور تربیت کی مربوط تنظیم ہے، جبکہ حد یہ ہے کہ مواد کی وسعت بعض مقامات پر حدیث کے مختصر مرکزی سیاق کو پس منظر میں لے جا سکتی ہے۔ اس کے باوجود شرح متوسط دور کے شافعی علمی مزاج، مدرساتی ترتیب اور اخلاقی مقاصد کو ایک ساتھ سمجھنے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ کے "المبین المعین" میں نقل، نقد، مذہبی ترجیح اور حدیثی توسع مل کر ایسا منہج بناتے ہیں جس میں سابق شرح خود استدلال کا موضوع بھی ہے اور ماخذ بھی۔ اس شرح کی تنقیدی قدر اس کے علمی اختلاف کو مرئی بنانے میں ہے۔ ان کا مذہبی دفاع بعض جگہ بحث کو تیز کرتا ہے، مگر اسی کے ذریعے دلائل اور سابق اقوال کی داخلی کشمکش سامنے آتی ہے۔ محقق کے لیے یہ کتاب "غیر جانب دار خلاصہ" نہیں بلکہ ایک صاحبِ موقف شارح کا علمی مکالمہ ہے، اور اسی حیثیت سے اسے پڑھنا چاہیے۔ مجموعی طور پر قاری کی شرح متوسط دور میں "جمع کے ساتھ نقد" کا نمائندہ نمونہ ہے۔ یہ متقدم مواد کو صرف محفوظ نہیں کرتی بلکہ حنفی فقہ، حدیثی روایت اور بین المتون مناقشے کی روشنی میں دوبارہ ترتیب دیتی ہے۔ 21

"المبین المعین" کا مجموعی مقام اس کے بین المذاہب اور بین الشروح کردار سے متعین ہوتا ہے۔ قاری حنفی فقہ کو مرکز میں رکھتے ہوئے حدیثی شواہد، لغت اور سابق شارحین کی آرا سے مسلسل مکالمہ کرتے ہیں۔ اس لیے یہ شرح متوسط دور میں علمی روایت کے محض تحفظ کے بجائے اس کے فعال مناقشے اور نئی ترتیب کی نمائندہ ہے۔

امام مناوی رحمہ اللہ کے مطالعے سے یہ نتیجہ سامنے آیا کہ متوسط شرح نویسی کی جامعیت صرف مواد کی کثرت نہیں بلکہ علوم کے باہمی ربط سے پیدا ہوتی ہے۔ راوی، ضبط، تخریج، فقہ اور اخلاق کو ایک متن کے گرد جوڑنا ان کی شرح کو اس دور کی کثیر جہتی علمی ساخت کا نمائندہ بناتا ہے۔ مناوی کی شرح کا تنقیدی نتیجہ یہ ہے کہ جامعیت اس کی نمایاں قوت ہے مگر ہر حدیث میں مساوی تفصیل نہ ہونا اس کی ساختی حد ہے۔ پھر بھی راوی، لغت، تخریج اور اخلاق کے اتصال نے اربعین کی شرح کو ایسی کثیر علمی شکل دی جو متوسط دور کی علمی ترکیب کو واضح طور پر ظاہر کرتی ہے۔ مجموعی طور پر مناوی کی شرح متوسطین کے جامع بین العلوم منہج کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس میں حدیث کا راوی، لفظ، سند، حکم اور اخلاقی معنی ایک مربوط علمی اکائی بنتے ہیں؛ یہی کثیر جہتی ساخت اسے ابن حجر اور قاری کے ساتھ تقابل میں منفرد کرتی ہے۔

مناوی کی شرح متوسطین کے اندر "جامع مگر غیر یکساں" منہج کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس کا علمی اضافہ مختلف علوم کو ایک حدیثی متن کے گرد جمع کرنا ہے، جس سے راوی کی شناخت سے لے کر اخلاقی معنی تک ایک مسلسل شرحی سلسلہ بنتا ہے۔ یہی وسعت اسے اربعین کے تاریخی فہم کے لیے اہم بناتی ہے، اگرچہ استدلالی مرکز ہر مقام پر یکساں نہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 ملا علی القاری، علی بن سلطان محمد الهروی، المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، تحقیق ودراسة سلیمان بن عبد الله بن حمود ابو الخیل، دار العاصمة، الریاض، ۱۴۳۵ھ، ج۱-۲

2 ابن حجر الهیتمی، الفتح المبین بشرح الاربعین، دار المنهاج، جدة، الطبعة الاولی، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۸ء، ص ۶۷/ المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲

3 المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔

4 الفتح المبین بشرح الاربعین، ص ۶۷۔

5 الفتح المبین بشرح الاربعین، ص ۱۱۹۔

6 الفتح المبین بشرح الاربعین، ص ۱۱۹۔

7 الفتح المبین بشرح الاربعین، ص ۲۸۴۔

8 الفتح المبین بشرح الاربعین، ص ۱۱۹۔

9 الفتح المبین بشرح الاربعین، ص ۱۱۹۔

10 الفتح المبین بشرح الاربعین، ص ۱۱۹۔

11 المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔

12 م المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔

13 المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔

14 المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔

15 المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔

16 المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔

17 المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔

18 المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔

19 المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔

20 المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔

21 المبین المعین لفهم الاربعین النوویة، ج۱-۲۔